مفت
سلسلہ اشاعت
نمبر 54

ازاحۃ العیب بسیف الغیب

امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

جمعیت اشاعت اہلسنت پاکستان
نور مسجد کاغذی بازار کراچی ۷۴۰۰۰

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الصلوۃ و السلام علیک یا رسول اللہ ﷺ

نام کتاب	———	**ازاحتہ العیب بسیف الغیب**
مصنف	———	امام اہلسنّت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ
ضخامت	———	۱۶ صفحات
تعداد	———	۲۰۰۰
سن اشاعت	———	جولائی ۱۹۹۷ء
ہدیہ	———	دعائے خیر بحق معاونین

ملنے کا پتہ

جمعیت اشاعت اہلسنّت (پاکستان)

نور مسجد کاغذی بازار کراچی ۷۴۰۰۰

مقدمہ

ازاحتہ العیب بسیف الغیب، علم غیب کے موضوع پر ایک نادر و نایاب کتاب ہے جو کہ امام اہلسنّت، مجدد دین و ملت، پروانہ شمع رسالت، عظیم البرکت، عظیم المرتبت الشاہ امام احمد رضا خان فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ کے رشحات قلم کی سحر کاریوں کا نتیجہ ہے۔

پیش نظر کتاب جمعیت اشاعت اہلسنّت پاکستان کی معلومات کے مطابق کم از کم پاکستان بھر میں نایاب ہے اور اس کی اشاعت سے انشاء اللہ اہل علم حضرات خاطر خواہ فائدہ اٹھائیں گے۔

پیش نظر کتاب جمعیت اشاعت اہلسنّت کی جانب سے شائع ہونے والی ۵۴ ویں کتاب ہے امید ہے کہ ہماری دیگر کتابوں کی طرح یہ کتاب بھی انشاء اللہ مقبول عام ہوگی۔

اللہ تبارک و تعالیٰ سے دعا ہے کہ اے رب لم یزل تو اپنے پیارے حبیب کریم علیہ افضل الصلوۃ و السلام کے صدقے و طفیل امام اہلسنّت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی علیہ الرحمہ کی قبر پر انوار پر کروڑوں رحمت و رضوان کے پھولوں کی بارش فرما اور ہم تمام سنی مسلمانوں کو ان کے نقوش پا پر گامزن فرما۔

ادنیٰ سگ درگاہ وقار الدین علیہ الرحمہ
عبید رضا محمد عرفان وقاری
جنرل سیکریٹری جمعیت اشاعت اہلسنّت پاکستان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

مسئلہ ...... : از مدرسہ دیوبند، ضلع سہارن پور مرسلہ یکے از اہلسنت ...... نصرہم اللہ تعالیٰ بوساطت جناب مولانا مولوی وصی احمد صاحب محدث سورتی سلمہ اللہ تعالیٰ

تسلیمات دست بستہ کے بعد گزارش ہے بندہ اس وقت وہاب گڑھ مدرسہ دیوبند میں مقیم ہے، جناب عالی (یعنی جناب مولانا مولوی وصی احمد صاحب محدث سورتی) جو جو باتیں آپ نے ان لوگوں کے حق میں فرمائی تھیں وہ سب سچ ہیں سرمو فرق نہیں، عید کے دن بعد نماز، جمیع اکابر علماء و طلباء و رؤسا نے مل کر عید گاہ میں بقدر ایک گھنٹہ یہ دعا مانگی کہ اللہ تعالیٰ جارج پنجم بادشاہ لندن کو ہمیشہ ہمارے سروں پر قائم رکھے اور اس کے والد کو خدا مغفرت نصیب کرے اور جس وقت جارج پنجم ولایت سے بمبئی کو آیا تو مبلغ چوبیس روپیہ کانا. برائے خیر مقدم یعنی سلامی روانہ کر دیا اور بتاریخ ۱۳ ذی الحجہ ایک بڑا جلسہ کر دیا کہ جو چار گھنٹے مختلف علماء نے بادشاہ انگریز کی تعریف اور دعا بیان کیا اور خوشی کے واسطے مٹھائی تقسیم کیا اور عین خطبہ میں بیان کیا کہ امام احمد بن حنبل نے خواب میں دیکھا رسول اللہ ﷺ کو ...... امام احمد نے پوچھا کہ یا رسول اللہ ﷺ میری کتنی عمر باقی ہے آپ نے پانچ انگشت اٹھائیں پھر برائے تعبیر محمد بن سیرین کے پاس آئے انھوں نے فرمایا **خمس لا یعلمها الا ھو** ...... تو معلوم ہوا کہ آپ مطلع علی الغیب نہیں دوسرا ذوالیدین کی حدیث کو بیان کیا کہ آپ کو نماز میں سہو ہوگیا جب ذوالیدین نے بار بار استفسار کیا اور آپ نے صحابہ سے دریافت کیا تو پھر نماز کو پورا کیا اس حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے علم مشاہدہ میں نقصان ثابت ہوگیا علم غیب پر اطلاع تو ابھی دور ہے ...... انتہی یہاں کے لوگ اس قدر بد معاش ہیں کہ مولوی محمود حسن مدرس اول درجہ حدیث نے مسلم شریف کے سبق میں باب شفاعت اس حدیث میں کہ آپ نے جب تمام مسلمین کی شفاعت کی اور سب کو نجات دیدیا مگر کچھ لوگ رہ گئے یعنی منافقین وغیرہ، تو آپ نے ان کے واسطے شفاعت کی تو فرشتوں نے منع کر دیا کہ تم نہیں جانتے ہو کہ ان لوگوں نے کیا کچھ نکالا بعد آپ کے تو اس سے ظاہر ہوگیا کہ جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ ہر جمعہ میں رسول اللہ ﷺ پر امت کے اعمال پیش ہوتے ہیں یہ غلط ہے، محض افترا ہے، علم غیب کا

کیا ذکر ...... اللہ اکبر ...... ترمذی شریف کے سبق ۱۷۲ صفحہ کے آخر میں ہے، ایک عورت کے ساتھ زنا ہوگیا اکراہ کے ساتھ تو اس عورت نے ایک شخص پر ہاتھ رکھا ... آپ نے اس شخص کو رجم کا حکم فرمایا پس دوسرا شخص اٹھا، اس نے اقرار زنا کا کرلیا، پہلے شخص کو چھوڑا اور دوسرا مرجوم ہوگیا آپ نے فرمایا **تاب توبتہ** الخ ..... اگر شخص ثانی اقرار نہ کرتا تو پہلے شخص کی گردن اڑا دیتے یہ اچھی غیب دانی ہے **ہذا کلہ قولہ** اور بھی وقتاً فوقتاً احادیث میں کچھ نہ کچھ کہے بغیر نہیں چھوڑتے ......

اللہ اکبر معاذ اللہ من شرہ ......

الجواب ...... : اللہ عزوجل گمراہی و بے حیائی سے پناہ دے ...... فقیر نے ابناء المصطفی ﷺ کے مختصر جملوں میں ان شبہات اور ان جیسے ہزاروں ہوں تو سب کا جواب شافی دے دیا مگر وہابیہ اپنی خرافات سے باز نہیں آتے اور الدولۃ المکیہ اور اس کی تعلیق الفیوض المکیتہ میں بیان ابین ہے ...... میں پھر تذکیر کر دوں کہ انشاء اللہ بار بار سوال کی حاجت نہ ہو اور ذی فہم سنی ایسے لاکھ شبہے ہوں تو سب کا جواب خود دے فقیر نے قرآن عظیم کی آیات قطعیہ سے ثابت کیا کہ قرآن عظیم نے ۲۳ برس میں بتدریج نزول اجلال فرما کر اپنے حبیب ﷺ کو جمیع ما کان و ما یکون یعنی روز اول سے روز آخر تک کی ہر شے، ہر بات کا علم عطا فرمایا اور اصول میں مبرہن ہو چکا کہ آیات قطعیہ کے خلاف کوئی حدیث آحاد بھی مسلم نہیں ہو سکتی اگرچہ سنداً صحیح ہو، تو مخالف قرآن عظیم کے خلاف پر جو دلیل پیش کرے اس پر چار باتوں کا لحاظ لازم ...... اول ...... وہ آیت قطعی الدلالہ یا ایسی ہی حدیث متواتر ہو ...... دوم ...... واقعہ تمامی نزول قرآن کے بعد کا ہو ...... سوم ...... اس دلیل سے راساً عدم حصول علم ثابت ہو کہ مخالف مستدل ہے اور محل ذہول میں اس پر جزم محال اور وہ منافی حصول علم نہیں بلکہ اس کا مثبت و مقتضی ہے ...... چہارم ...... صراحتہ نفی علم کرے ورنہ بہت علوم کا اظہار مصلحت نہیں ہوتا اور اللہ اعلم یا خدا ہی جانے یا اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا ایسی جگہ قطع طمع جواب کے لئے بھی ہوتا ہے اور نفی حقیقت ذاتیہ، نفی حقیقت عطائیہ کو مستلزم نہیں اللہ عزوجل روز قیامت رسولوں کو جمع کر کے فرمائے گا **ماذا اجبتم** تم جو کفار کے پاس ہدایت لے کر گئے انھوں نے تم کو کیا جواب دیا سب عرض کریں گے **لا علم لنا** ہمیں کچھ علم نہیں ان شبہات اور ان کے امثال

کے رد کو یہی چار جملے بس ہیں اور یہاں امر پنجم ...... اور ہے کہ وہ واقعہ روز اول سے قیام قیامت تک یعنی ان حوادث سے ہو جو لوح محفوظ میں ثبت ہیں کہ انھیں کے احاطہ کا دعوی ہے' امور متعلقہ ذات و صفات و ابد وغیرہ نا متناہیات سے ہو تو بحث سے خروج اور دائرہ جنون و سفاہت میں صریح و لوج ہے- ان جملوں کے لحاظ کے بعد وہابیہ کے تمام شبہات برباد ہو جاتے ہیں- **کشجرة خبیثة اجتثت من فوق الارض ما لها من قرار** اب یہیں ملاحظہ کیجئے ...... اولا ...... چاروں شبہے امر اول سے مردود ہیں ان میں کونسی آیت یا حدیث قطعی الدلالتہ ہے ...... ثانیا ...... دوسرا اور چوتھا شبہہ امر دوم سے دوبارہ مردود ہیں کہ یہ ایام نزول کے وقائع ہیں یا کم از کم ان کا بعد تمامی نزول ہونا ثابت نہیں ...... ثالثا ...... دوسرا شبہہ امر سوم سے سہ بارہ اور تیسرا دوبارہ مردود ہے شبہہ دوم میں تو صریح بدیہی یقینی ذہول تھا' نماز فعل اختیاری ہے اور افعال اختیاریہ بے علم و شعور ناممکن' مگر وہابیہ بدیہیات میں بھی انکار رکھتے ہیں **ذلک بانهم قوم یکابرون** اور شبہہ سوم کا حال بھی ظاہر روز قیامت کا عظیم ہجوم' تمام اولین و آخرین و انس و جن کا ازدحام' لاکھوں منزل کے دور میں مقام اور حوض و صراط و میزان پر گنتی شمار کی حد سے باہر' مختلف کام اور ہر جگہ خبر گیراں صرف ایک محمد رسول اللہ سید الانام علیہ و علی آلہ افضل الصلاۃ و السلام' اس سے کروڑویں حصے کا کروڑواں حصہ ہجوم' کارہائے **عظیمہ** مہمہ اگر ایسے دس ہزار پر ہو جن کی عقل نہایت کامل اور حواس کمال مجتمع اور قلب اعلی درجہ کا ثابت تو ان کے ہوش پراں ہو جائیں' آئے حواس گم ہوں یہ تو محمد رسول اللہ ﷺ کا سینہ پاک ہے جس کی وسعت کے حضور عرش اعظم مع جملہ عوالم صحرائے لق و دق میں بھنگے کے مانند ہیں جسے ان کا رب فرماتا ہے **الم نشرح لک صدرک** پھر ان عظیم و خارج ازحد شمار کاموں کے علاوہ وقت وہ سہمناک کہ اکابر انبیاء و مرسلین نفسی نفسی پکاریں' رب عزوجل اس غضب شدید کے ساتھ تجلی فرمائے ہو کہ نہ اس سے پہلے کبھی ہوئی نہ اس کے بعد کبھی ہو- پھر ایک ایک مسلمان انہیں اس سے زیادہ پیارا جیسے مہربان ماں کو اکلوتا بچہ ...... وہ جوش ہیبت ...... وہ کام کی کثرت ...... وہ وفور رحمت ......وہ لاکھوں منزل کا دورہ ...... وہ کروڑوں طرف نظر' سنکھوں طرف خیال- ایسی حالت میں اگر بعض باتیں ذہن اقدس سے اتر جائیں تو عین اعجاز ہے' جس سے بالا صرف علم الہی ہے' و بس **و لکن الوہابیة قوم لا یعقلون** اور اس

پر صریح دلیل حضور اقدس ﷺ کو تمام امت کا دکھایا جانا حضور اقدس ﷺ پر تمام امت کے اعمال برابر عرض ہوتے رہنا تو ہے ہی' جس پر احادیث کثیرہ ناطق' اگرچہ وہابیہ اپنی ڈھٹائی سے انکار کریں مگر سب سے زیادہ صاف صریح دلیل قطعی یہ ہے کہ آخر روز قیامت کچھ لوگوں کی نسبت یہ واقعہ پیش آنے کی حدیث بیان کون فرما رہا ہے- خود حضور اقدس ﷺ ہی تو ارشاد فرما رہے ہیں اگر اس ہجوم عظیم' کارہائے خطیر میں ذہول نہ ہوتا' تو یہ واقعہ واقع ہی نہ ہوتا تو اس وقت اتنے ذہول سے چارہ نہیں **لیقضی اللہ امرا کان مفعولا ... و لکن الوہابیہ قوم یفرقون** ...... رابعا ...... پہلا شبہہ امر چہارم سے دوبارہ مردود ہے کسی کی مقدار عمر و وقت موت اسے بتا دینا غالب اوقات اکثر ناس کے لئے مصلحت **دینیہ** کے خلاف ہے تو ایسے مہمل سوال کے جواب سے اگر اعراض فرمایا اور حوالہ بخدا فرما دیا' کیا مستبعد ہے-

فائدہ ...... یہ انھیں جملوں سے ان چاروں شبہوں کے متعدد رد ہوگئے اب **بتوفیقہ** تعالی بعض بقیہ افادات ذکر کریں کہ وہابیہ کی کمال جہالت آفتاب سے زیادہ روشن ہو اور چاروں شبہوں میں ہی ایک پر چار چار رد ہو جائیں ...... **فاقول و باللہ التوفیق ......**

شبہہ اولی ...... کے دو رد گذرے امر اول و چہارم سے ثالثا حضرات علمائے وہابیہ کی جہالت تماشا کردنی' امام احمد بن حنبل نے خواب دیکھا اور امام ابن سیرین سے تعبیر پوچھی- اے سبحن اللہ ...... جھوٹ گھڑے تو ایسا تو گھڑے .... امام ابن سیرین کی وفات سے ساڑھے ترپن برس بعد امام احمد کی ولادت ہوئی ہے' ابن سیرین کی وفات نہم شوال ۱۱۰ (ایک سو دس) کو ہے اور امام احمد کی ولادت ربیع الاول ۱۶۴ (ایک سو چونسٹھ) میں' تقریب میں ہے **محمد بن سیرین ثقة ثبت عابد کبیر القدر مات سنة عشر و مائة و فیات الاعیان** میں ہے **محمد بن سیرین له الید الطولی فی تعبیر الرویا توفی تاسع شوال یوم الجمعة سنة عشر و مائة بالبصرة** تقریب میں ہے **احمد بن محمد بن حنبل مات سنة احدی و اربعین و له سبع و سبعون سنة و فیات** میں ہے **الامام احمد بن حنبل خرجت امه من مرو و هی حامل به فولدته فی بغداد فی شهر ربیع الاول سنة اربع و ستین و مائة** مگر یہ کہیے کہ امام احمد نے جبکہ اپنے جد امجد کی پشت میں نطفے تھے یہ خواب دیکھا اور امام ابن سیرین نے **ما فی الارحام** سے بھی خفی ترغیب **ما فی الاصلاب** کو جانا اور تعبیر بیان

کی یوں آپ کے طور پر رسول اللہ ﷺ کی غیب دانی نہ ہوئی تو ابن سیرین کو علم غیب ہوا۔ یہ شاید حضرات وہابیہ پر آسان ہو کہ ان کو اوروں کے فضائل سے اتنی عداوت نہیں جو اصل اصول جملہ فضائل یعنی فضائل حضور اقدس ﷺ سے ہے۔

لطیفہ جلیلہ ...... دیوبندی علماء کی یہ جہالت اپنے قائل ہے ان کے اکابر کی ان سے بھی بڑھ کر ان کے قائل تھی عالجناب امام الوہابیہ مولوی گنگوہی صاحب آنجہانی اپنے ایک فتوے میں اپنی داد قابلیت دیتے ہوئے فرماتے ہیں حسین بن منصور کے قتل پر امام ابو یوسف شاگرد امام ابو حنیفہ جو کہ سید العلماء تھے اور سید الطائفہ جنیدبغدادی رحمتہ اللہ علیہ جو تمام سلاسل کے مرجع ہیں دونوں نے فتوی قتل کا دیا بجا ہے۔ (حاشیہ : قتل پر قتل کا فتوی بھی قابل تماشا ہے۔ یعنی قتل کو قتل کیا جائے یا قاتل کو۱۲)۔ درفن تاریخ ہم کمالے دارند سیدنا امام ابو یوسف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات پنجم ربیع الاول یا ربیع الاخر ۱۸۲ (ایک سو بیاسی) کو ہے اور حضرت حسین منصور حلاج قدس سرہ کا یہ واقعہ ۲۳ ذی القعدہ ۳۰۹ (تین سو نو) میں' دونوں میں قریب ایک سو اٹھائیس برس کے فاصلہ ہے مگر امام ابو یوسف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو غیب داں کہیے کہ اپنی وفات سے سوا سو برس بعد کے واقعہ کو جان کر حلاج کے قتل کا پیشگی فتوے دے گئے تذکرۃ الحفاظ علامہ ذہبی میں ہے **القاضی ابو یوسف الامام العلامۃ فقیہ العراقین صاحب ابی حنیفۃ اجتمع علیہ المسلمون مات فی ربیع الاخر سنۃ اثنتین و ثمانین و مائۃ عن سبعین سنۃ ولہ اخبار فی العلم والسعادۃ** وفیات الاعیان میں ہے **کانت ولادۃ القاضی ابی یوسف سنۃ ثلث عشرۃ ومائۃ وتوفی یوم الخمیس اول وقت الظہر لخمس خلون من شہر ربیع الاول سنۃ اثنتین و ثمانین ومائۃ بغداد** اسی میں تاریخ شہادت حضرت حلاج میں لکھا **یوم الثلثاء لسبع و قیل لست بقین من ذی القعدۃ سنۃ تسع و ثلثمائۃ** سلطان اورنگزیب محی الدین عالمگیر انار اللہ تعالیٰ برہانہ کی حکایت مشہور ہے کہ کسی مدعی ولایت کا شہرہ سن کر اس کے پاس تشریف لے گئے' اس کی عمر طویل بتائی جاتی تھی' سلطان نے پوچھا' جناب کی عمر شریف کس قدر ہے ..؟ کہا مجھے تحقیق تو یاد نہیں مگر جس زمانے میں سکندر ذوالقرنین امیر تیمور سے لڑرہا تھا' میں جوان تھا سلطان نے فرمایا علاوہ کشف و کرامات درفن تاریخ ہم کمالے دارند۔ دیوبندی صاحبوں نے تو ترپن چوپن ہی برس کائل رکھا تھا' خباب گنگوہی صاحب سوا سو برس سے بھی اونچے اڑ گئے یعنی

شملہ .بمقدار علم۔ اس سنت پر قائم ہو کر اگر کوئی دیوبندی یا تھانوی حضرت گنگوہی صاحب کے تذکرہ میں لکھ دیتا کہ عالی خباب گنگوہیت ماب کو ابن ملجم نے غسل دیا اور یزید نے نماز پڑھائی اور شمر نے قبر میں اتارا تو کیا مستبعد تھا بلکہ وہ اس سے قریب تر ہوتا دو وجہ سے ...... اولا ...... ممکن کہ اشتراک اسماء ہو' وفات گنگوہی صاحب کے وقت جو لوگ ان کاموں میں ہوں ان کے یہ نام ہوں ...... **ثانیا ......** باب تشبیہ واسع ہے جیسے **لکل فرعون موسی** مگر خباب گنگوہی صاحب کے کلام میں کہ امام ابو یوسف شاگرد امام ابو حنیفہ جو سید العلما تھے کوئی تاویل بنتی نظر نہیں آتی سوا اس کے کہ اتنا عظیم جہل شدید یا حضرت امام پر اتنا بیباکانہ افترائے بعید ولاحول ولا قوۃ الا باللہ العزیز الجید ...... **رابعا ......** **بفرض صحت حکایت** یہ معبر کی اپنی مقدار علم ہے ممکن کہ نبی ﷺ نے عمر ہی بتائی ہو خواہ مجموع خواہ باقی۔ پانچ انگلیوں سے اشارے میں پانچ یا چھ دن یا ہفتے یا مہینے یا برس یا ساٹھ یا بہتر برس یا تیس سال دس مہینے گیارہ دن یا اکتیس سال چار مہینے چند دن بارہ احتمال ہیں۔ کیا دلیل ہے کہ خواب دیکھنے والے کی عمر اگرچہ بفرض غلط' امام احمد ہی ہوں روز خواب سے آخر تک ان میں سے کسی مقدار پر نہ ہوئی امام احمد کی عمر شریف (ستتر) ۷۷ سال ہوئی اگر پانچ برس کی عمر میں خواب دیکھا ہو تو سب میں بڑا احتمال ۷۲ سال ممکن ہے اور باقی زیادہ واضح ہیں یا اصل دیکھیے تو امام احمد و امام ابن سیرین کا نام تو دیوبندیوں نے بنالیا کیا دلیل کہ واقعی خواب دیکھنے والے کی ساری عمر چار احتمال اخیر سے کسی شمار پر نہ ہوئی۔ خواب دیکھنے کی تاریخ اور دیکھنے والے کی تاریخ ولادت و تاریخ وفات یہ سب صحیح طور پر معلوم ہوئی اور ثابت ہو کہ اس کی مجموع عمر و باقی عمر کوئی ان میں سے کسی احتمال پر ٹھیک نہیں آتی اس وقت اس کہنے کی گنجائش ہو کہ نبی ﷺ نے اس سے مقدار عمر کی طرف اشارہ نہ فرمایا اور جبکہ ان میں سے کچھ ثابت نہیں تو ممکن کہ حضور نے عمر ہی بتائی ہو معبر کو اس کے جاننے کی طرف راہ نہ تھی لہٰذا اپنی سمجھ کے قابل اسے غیوب خمسہ کی طرف پھیر دیا دیوبندیوں کو تو شاید اس اشارے میں یہ بارہ احتمال سمجھنے بھی دشوار ہوں حالانکہ وہ نہایت واضح ہیں اور ان کے سوا اور دقیق احتمال بھی تھے کہ ہم نے ترک کر دیے ...... **شبہہ ثانیہ ......** کے تین رد گزرے اور اول و دوم و سوم سے ...... **رابعا ......** دیوبندیوں کی عبارت کہ آپ کے علم مشاہدہ میں نقصان ثابت ہوگیا علم غیب پر اطلاع تو ابھی دور ہے

جس ناپاک و بیباک طرز پر واقع ہوئی اس کا جواب تو انشاء اللہ تعالی روز قیامت ملے گا مگر ان سفیہوں کو دین کی طرح عقل سے بھی مس نہیں امراہم و اعظم و اجل و اعلی میں اشتغال بارہا امر سہل سے ذہول کا باعث ہوتا ہے ایسی جگہ اس کے ثبوت سے ہی اس کا انتفا ہوتا ہے نہ کہ اس کی نفی سے اس کی نفی پر استدلال کیا جائے **ولکن الوھابیۃ قوم یجھلون** ...... **شبہہ ثالثہ** ...... کے دو رد گزرے امر اول و سوم سے ...... **ثالثا** ...... یہ حدیث جس طرح دیوبندی نے بتائی صریح افترا ہے نہ صحیح مسلم میں کہیں اس کا پتا ہے ...... **رابعا** ...... حضور اقدس ﷺ پر اعمال امت پیش کیے جانے کو غلط و محض افتر کہنا غلط و محض افترا ہے۔ بزار اپنی مسند میں .سند صحیح جید حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں **حیاتی خیر لکم و مماتی خیر لکم تعرض علی اعمالکم فما کان من حسن احمد ن للہ علیہ وما کان من منی استغفرت اللہ لکم** میری زندگی بھی تمہارے لیے بہتر اور میری وفات بھی تمہارے لیے بہتر' تمہارے اعمال مجھ پر عرض کیے جائیں گے' میں بھلائی پر حمد الہی بجالاؤں گا اور برائی پر تمہاری بخشش چاہوں گا **اللھم صل وسلم وبارک علیہ صلاۃ تکون لک ولہ رضاء و لحقہ العظیم اداء امین** مسند حارث میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں **حیاتی خیر لکم تحدثونی و نحدث لکم فاذا انامت کانت وفاتی خیرا لکم تعرض علی اعمالکم فان رایت خیر احمد ن اللہ ان رایت غیر ذلک استغفرت اللہ لکم** میرا جینا تمہارے لیے بہتر ہے مجھ سے باتیں کرتے ہو اور ہم تمہارے نفع کی باتیں تم سے فرماتے ہیں' جب میں انتقال فرماؤں گا تو میری وفات تمہارے لیے خیر ہوگی تمہارے اعمال مجھ پر پیش کیے جائیں گے اگر نیکی دیکھوں گا ...... حمد الہی کروں گا اور دوسری بات پاؤں گا ...... تو تمہاری مغفرت طلب کرونگا۔ **اللھم صل وسلم وبارک علیہ قدر رافتہ و رحمتہ بامتہ ابدا امین** ابن سعد طبقات اور حارث مسند میں اور قاضی اسمٰعیل .سند ثقات بکر بن عبد البر مزنی سے مرسلا راوی ...... رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں **حیاتی خیرلکم تحدثون و یحدث لکم فاذا انامت کانت وفاتی خیرا لکم تعرض علی اعمالکم فان رایت خیر احمد ن اللہ وان رایت شرا استغفرت لکم** میری حیات تمہارے لیے بہتر ہے' جو نئی بات تم سے واقع ہوتی ہے ہم اس کا تازہ علاج فرماتے ہیں جب میں انتقال کرونگا میری

وفات تمہارے لیے بہتر ہوگی تمہارے اعمال میرے حضور معروض ہونگے میں نیکیوں پر شکر اور بدی پر تمہارے لیے استغفار فرماؤں گا **اللھم صل وسلم وبارک علی ھذا الجیب الذی ارسلتہ رحمتہ و بعثتہ نعمتہ و علی الہ و صحبہ عدد کل عمل و کلمتہ امین** امام ترمذی محمد بن علی والد عبدالعزیز سے راوی رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں **تعرض الاعمال یوم الاثنین و الخمیس علی اللہ تعالی و تعرض علی الانبیاء و علی الاباء والامھات یوم الجمعتہ فیفرحون بحسناتھم و تزداد وجوھھم بیاضا واشراقا فاتقوا اللہ تعالی ولا تئوذو امواتاکم** ہردو شنبہ و پنجشنبہ کو اعمال اللہ عزوجل کے حضور پیش ہوتے ہیں اور ہر جمعہ کو انبیاء اور ماں باپ کے سامنے وہ نیکیوں پر خوش ہوتے ہیں اور ان کے چہروں کی نورانیت اور چمک بڑھ جاتی ہے تو اللہ سے ڈرو اور اپنے مردوں کو اپنی بداعمالی سے ایذا نہ دو **اللھم وفقنا لما ترضاہ و یرضاہ نبینا صلی اللہ تعالی علیہ وسلم و تزداد بہ وجوہ ابائنا و امھاتنا بیاضا و اشراقا امین** ابو نعیم حلیتہ الاولیا میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں **ان اعمال امتی تعرض علی فی کل یوم جمعتہ واشتد غضب اللہ علی الزناہ** بیشک ہر جمعہ کے دن میری امت کے اعمال مجھ پر پیش ہوتے ہیں اور زانیوں پر خدا کا سخت غضب ہے و العیاذ باللہ تعالی۔ امام اجل عبد اللہ بن مبارک سیدنا سعید بن مسیب بن حزن رضی اللہ تعالیٰ عنھم سے راوی **لیس من یوم الا و تعرض علی النبی صل اللہ تعالی علیہ وسلم اعمال امتہ غدوۃ و عشیا فیعر فھم بسیماھم و اعمالھم** کوئی دن ایسا نہیں جس میں نبی ﷺ پر ان کی امت کے اعمال صبح شام دو وقت پیش نہ ہوتے ہوں تو حضور ﷺ انھیں ان کی نشانی صورت سے بھی پہچانتے ہیں اور ان کے اعمال سے بھی صل اللہ تعالیٰ علیہ وسلم' تفسیر شرح جامع صغیر میں ہے **و ذلک کل یوم کما ذکرہ المئولف وعدہ من خصوصیاتہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم و تعرض علیہ ایضا مع الانبیاء والاباء یوم الاثنین والخمیس** رسول اللہ ﷺ کے حضور یہ پیشی تو ہر روز ہے جیسا کہ امام جلال الدین سیوطی نے ذکر فرمایا اور اسے حضور کے خصائص سے گنا اور ہردو شنبہ و پنجشنبہ کو بھی حضور ﷺ پر اعمال امت ابنیا و آبا کے ساتھ پیش ہوتے ہیں **قالہ تحت حدیث ابن سعد المذکور واللہ تعالی اعلم** اس طور پر بارگاہ حضور میں اعمال امت کی پیشی روزانہ ہر صبح و شام کو الگ ہوتی ہے' پھر ہردو شنبہ و

پنجشنبہ کو جدا' پھر ہر جمعہ کو ہفتہ بھر کے اعمال کی پیشی جدا۔ بالجملہ دیوبندیوں کا اسے غلط وافترائے محض کہنا محض اسی بنا پر ہے کہ فضائل محمد رسول اللہ ﷺ سے جلتے ہیں' صحیح حدیثوں کو کیا مانیں' جب قرآن عظیم ہی سے بچ کر نکلتے ہیں' اوندھے چلتے ہیں' فبای حدیث بعد اللہ و ایتہ یومنون ...... شبہہ رابعہ ...... کے دو رد گزرے امر اول و دوم سے ...... ثالثاً ...... حدیث ترمذی' جس سے محمد رسول اللہ ﷺ پر بھاری شدید اعتراض جمانا چاہا وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبونؔ اصول محدثین پر محل کلام اور اصول دین پر قطعاً حجیت سے ساقط ہے ترمذی کے یہاں اس کے لفظ یہ ہیں حدثنا محمد بن یحیی ثنا محمد بن یوسف عن اسرائیل ثنا سماک بن حرب عن علقمتہ بن وائل الکندی عن ابیہ ان امراتہ خرجت علی عھد النبی صل اللہ تعالی علیہ وسلم ترید الصلاۃ فتلقاھا رجل فتجللھا فقضی حاجتہ منھا فصاحت فانطلق و مر بھا رجل فقالت ان ذلک الرجل فعل بی کذا و کذا و مرت بعصابتہ من المھاجرین فقالت ان ذاک الرجل فعل بی کذا و کذا فانطلقوا فاخذوا الرجل الذی ظنت انہ وقع علیھا فاتوھا فقالت نعم ھو ھذا فاتوا بہ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فلما امر بہ لیرجم قام صاحبھا الذی وقع علیھا فقال یا رسول اللہ انا صاحبھا فقال لھا اذھبی فقد غفراللہ لک وقال للرجل قولا حسنا وقال للرجل الذی وقع علیھا ارجموہ و قال لقد تاب توبتہ لو تا بھا اھل المدینتہ لقبل منھم ھذا حدیث حسن غریب صحیح و علقمتہ بن وائل بن حجر سمع من ابیہ و ھو الکبر من عبد الجبار بن وائل عبد الجبار لم یسمع من ابیہ (1) وائل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے علقمہ کے سماع میں کلام ہے امام یحیی بن معین ان کی روایت کو منقطع بتاتے ہیں اور اسی پر حافظ نے تقریب میں جزم کیا میزان میں ہے علقمتہ بن وائل بن حجر صدوق الاان یحیی بن معین یقول روایتہ عن ابیہ مرسلتہ تقریب میں ہے علقمتہ بن وائل صدوق الا انہ لم یسمع من ابیہ (2) پھر سماک بن حرب میں کلام ہے تقریب میں ہے قد تغیر با خرہ فکان ربما یلقن امام نسائی نے ان کے باب میں یہ فیصلہ کیا کہ جس حدیث کے تنہا وہی راوی ہوں حجت نہیں میزان میں ہے قال النسائی اذا انفرد و اباصل لم یکن حجتہ لا نہ کان یلقن فیتلقن اھ وقد انقد الحافظ علی الترمذی تصحیحاتہ بل و تحسینا تہ کما بینہ فی مدارج طبقات الحدیث و غیرھا من تصانیفنا اور اس پر ظاہر کہ اس حدیث کا مدار سماک

پر ہے (3) ابو داؤد نے یہ حدیث بعینہٖ اسی سند سے روایت کی اور اسی میں یہ لفظ لیرجم جو منشاء اعترض وہابی ہے اصلا نہیں اس کی سند یہ ہے حدثنا محمد بن یحیی بن فارس نا الفریابی نا اسرائیل نا سماک بن حرب عن علقمتہ بن وائل عن ابیہ اور محل احتجاج میں لفظ صرف یہ ہیں فقالت نعم ھو ھذا فاتوا بہ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فلما امر بہ قام صاحبھا الذی وقع علیھا فقال یا رسول اللہ انا صاحبھا آخر میں ہے قال ابو داود رواہ اسباط بن نصر ایضا عن سماک یہاں امر بہ مطلق ہے ممکن کہ تحقیقات کے لیے حکم فرمایا یا یہ بھی سہی کہ بقدر حاجت کچھ سخت گیری کرو قید کرو کہ اگر گناہ کیا ہو اقرار کرے کہ شرعاً متہم کی تعزیر جائز ہے' جامع ترمذی میں بسند حسن معاویہ بن حیدہ قشیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے حدثنا علی بن سعید الکندی ثنا ابن المبارک عن معمر عن بھز بن حکیم عن ابیہ عن جدہ ان النبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم حبس رجلا فی تھمتہ ثم خلی عنہ قال الترمذی وفی الباب عن ابی ھریرۃ حدیث بھز حدیث حسن و قد روی اسمعیل بن ابرھیم عن بھز بن حکیم ھذا الحدیث اتم من ھذا واطول اھ قلت سند الترمذی حسن علی و بھز و حکیم کلھم صدوق ما اشار الیہ من روایتہ اسمعیل بن ابرھیم فقد رواھا ابن ابی عاصم فی کتاب العفو قال حدثنا ابو بکر بن ابی شیبتہ ثنا ابن علیتہ عن بھز عن ابیہ عن جدہ ان اخاہ اتی النبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فقال جیرانی علی ما اخذوا فاعرض عنہ فاعاد قولہ فاعرض عنہ وساق القصتہ قال فی اخرھا خلوا لہ عن جیرانہ (۴) امام بغوی نے مصابیح میں یہ حدیث ذکر کی اور اس میں سرے سے دوسرے شخص کا جس پر غلطی سے تہمت ہوئی تھی قصہ ہی نہ رکھا مصابیح کے لفظ یہ ہیں عن علقمتہ بن وائل عن ابیہ ان امراۃ خرجت علی عھد رسول اللہ ﷺ ترید الصلاۃ فتلقاھا رجل فتجللھا فقضی حاجتہ منھا فصاحت وانطلق و مرت عصابتہ من المھاجرین فقالت ان ذلک فعل بی کذا و کذا فاخذوا الرجل فاتوا بہ رسول اللہ ﷺ فقال لھا اذھبی فقد غفراللہ لک و قال للذی وقع علیھا ارجموہ و قال لقد تاب توبتہ لو تابھا اھل المدینتہ لقبل منھم یہ بالکل صاف و بے دغدغہ ہے مشکوۃ میں اسے ذکر کر کے کہا رواہ الترمذی و ابو داؤد (۵) اس لفظ ترمذی میں اصل علت یہ ہے کہ اگر کوئی عورت دھوکے سے کسی مرد پر زنا کی تہمت رکھ دے اور حاکم کے حضور نہ وہ مرد اقرار کرے نہ اصلا کوئی شہادت

معائنہ گزرے چار درکنار ایک گواہ بھی نہ ہو تو کیا ایسی صورت میں حاکم کو روا ہے کہ صرف عورت کے نام لے دینے سے اس کے رجم و قتل کا حکم دے دے حاشا ہرگز نہیں ایسا حکم قطعاً' یقیناً' اجماعاً' قرآن عظیم و شریعت مطہرہ کے بالکل خلاف اور صریح باطل و ظلم و خون انصاف ہے اس سے کوئی شخص انکار نہیں کر سکتا اور یہاں اسی قدر واقعہ تھا ہمارے ائمہ کے یہاں مقبول ہے مگر انقطاع باطن باجماع علماء مردود و باطل و مخذول ہے اگرچہ کیسی ہی سند لطیف و صحیح سے آئے نہ کہ یہ سند کہ بوجوہ محل نظر ہے سماک کے سوا اسرائیل میں بھی اختلاف ہے اگرچہ راجح توثیق ہے امام علی بن مدینی نے فرمایا اسرائیل ضعیف ابن سعد نے کہا **منهم من يستضعفه** یعقوب بن شیبہ نے کہا **صالح الحديث في حديثه لين** میزان میں ہے **كان يحيى القطان لا يرضاه** ابن حزم نے کہا ضعیف اور ان کی متابعت کہ اسباط بن نصر نے کی' ان کا حال تو بہت گرا ہوا ہے تقریب میں کہا **صدوق كثيرا الخطا يغرب اه اما ما جاول به التفصي عنه في هامش نسخته الطبع اذ قال لعل المراد فلما قرب ان يامر به و ذلك قاله الراوي نظر الى ظاهر الامر حيث انهم احضروه في المحكمة عند الامام و الامام اشتغل بالتفتيش عن حاله اه ...... فاقول ...... لا يجدي نفعا و لا يبدي العاقل الاشتغال بالتفتيش لا يفهم قرب الامر بالرجم ما لم يكن هناك شئ يثبته و ما كان هناك شهود و لا اقرار و ما كان النبي** ﷺ **ليامر بقتل مسلم من دون ثبت فكيف يظهر للناظر قرب الامر بالرجم رجما بالغيب بل نسبته مثل هذا الفهم الركيك الباطل الذي يترفع عنه احاد الناس الى الصحابة رضي الله تعالى عنهم ثم ادعاء انهم اعتمد وا عليه كل الاعتماد حتى نسبوا الامر بالرجم الى رسول الله** ﷺ **از راء بالصحابة و هو يرفع الامان عن روا ياتهم و لا حول و لا قوة الا بالله العلي العظيم** ...... رابعاً ...... یہ سب علم ظاہر کے طور پر تھا اور علم حقیقت لیجئے' تو وہابیہ کا عجب اوندھا پن قابل تماشا ہے وہ حدیث کہ حضور اقدس ﷺ کے علوم غیب پر روشن دلیل ہے اس کو الٹی دلیل نفی ٹھہراتے ہیں' اللہ عزوجل نے ہمارے حبیب ﷺ کو شریعت و حقیقت دونوں کا حاکم بنایا حضور کے احکام شریعت ظاہرہ پر ہوتے اور کبھی حقیقت باطنہ پر حکم فرماتے مگر اس پر عذر نہ دیا جاتا' صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے ایک شخص کی تعریف کی کہ جہاد میں ایسی قوت رکھتا ہے اور عبادت میں ایسی کوشش کرتا

ہے' اتنے میں وہ سامنے سے گزرا حضور اقدس ﷺ نے فرمایا میں اس کے چہرہ پر شیطان کا داغ پاتا ہوں' اس نے پاس آ کر سلام کیا رسول اللہ ﷺ نے اس کے دل کی بات بتائی کہ کیوں تو نے اپنے دل میں یہ کہا کہ اس قوم میں تجھ سے بہتر کوئی نہیں ...... کہا ہاں! ...... پھر چلا گیا اور ایک مسجد مقرر کر کے نماز پڑھنے کھڑا ہوا حضور انور ﷺ نے فرمایا کہ کون ایسا ہے جو اٹھ کر جائے اور اسے قتل کر دے؟ ...... صدیق اکبر رضی اللہ عنہ گئے' دیکھا نماز پڑھتا ہے' واپس آئے اور عذر عرض کیا کہ میں نے اسے نماز میں دیکھا مجھے قتل کرتے خوف آیا' حضور نے پھر فرمایا' تم میں کون ایسا ہے کہ اٹھ کر جائے اور اسے قتل کر دے؟ ...... فاروق اعظم رضی اللہ عنہ گئے' اور نماز پڑھتا دیکھ کر چھوڑ آئے اور وہی عذر کیا' حضور نے پھر فرمایا تم میں کون ایسا ہے کہ اٹھ کر جائے اور اسے قتل کر دے؟ ...... مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ نے عرض کی ...... میں! ...... حضور نے فرمایا ہاں تم اگر اسے پاؤ! ...... یہ گئے وہ جا چکا تھا' حضور اقدس ﷺ نے فرمایا' یہ میری امت سے پہلا سینگ نکلا تھا اگر یہ قتل ہو جاتا تو آئندہ امت میں کچھ اختلاف نہ پڑتا' ابن ابی شیبہ و ابو یعلی و بزار و بیہقی انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں **قال ذكروا رجلا عند النبي** ﷺ **فذكروا قوته في الجهاد و اجتهاده في العبادة فاذا هم بالرجل مقبل فقال النبي** ﷺ **اني لاجد في وجهه سفعة من الشيطان فلما دنى مسلم فقال له رسول الله** ﷺ **هل حدثت نفسك بانه ليس في القوم احد خير منك قال نعم ثم ذهب فاختط مسجدا و وقف يصلي فقال رسول الله من يقوم اليه فيقتله فقام ابوبكر فانطلق فوجده يصلي فرجع فقال وجدته يصلي فهبت ان اقتله فقال رسول الله** ﷺ **ايكم يقوم فيقتله فقام عمر فصنع كما صنع ابوبكر فقال رسول الله** ﷺ **ايكم يقوم فيقتله فقال علي انا قال انت ان ادركته فذهب فوجده قد انصرف فرجع فقال رسول الله** ﷺ **هذا اول قرن خرج من امتي لو قتلته ما اختلف اثنان بعده من امتي**۔ خدمت اقدس میں ایک شخص حاضر کیا گیا' جس نے چوری کی تھی' ارشاد ہوا اسے قتل کر دو' عرض کی گئی اس نے چوری ہی تو کی ہے فرمایا خیر ہاتھ کاٹ دو پھر اس نے دوبارہ چوری کی اور قطع کیا گیا سہ بارہ زمانہ صدیق اکبر میں پھر چرایا اور قطع کیا گیا چوتھی بار پھر چوری کی اور قطع کیا گیا پانچویں بار پھر چرایا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا رسول اللہ ﷺ تیری

حقیقت خوب جانتے تھے جبکہ اول ہی بار تیرے قتل کا حکم فرمایا تھا تیرا وہی علاج ہے جو حضور کا ارشاد تھا لے جاؤ اسے قتل کر دو اب قتل کیا گیا ابو یعلی اور شاشی اور طبرانی معجم کبیر اور حاکم صحیح مستدرک میں ضیاے مقدسی صحیح مختارہ میں محمد بن حاطب اور حاکم مستدرک میں بافادہ تصحیح ان کے بھائی حارث بن حاطب رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی **قال اتی رسول الله ﷺ بلص فامر بقتله فقيل انه سرق فقال اقطعوه ثم جئی به بعد ذلك الى ابی بكر و قد قطعت قوائمه فقال ابوبكر ما اجد لك شيئا الا ما قضی فيك رسول الله ﷺ يوم امر بقتلك فانه كان اعلم بك فامر بقتله** صحیح مستدرک کے لفظ حارث بن حاطب سے یہ ہیں **ان رجلا سرق على عهد رسول الله ﷺ فاتی به فقال اقتلوه فقالوا انما سرق قال فاقطعوه ثم سرق ايضا فقطع ثم سرق على عهد ابی بكر فقطع ثم سرق فقطع حتى قطعت قوائمه ثم سرق الخامسة فقال ابوبكر رضی اللہ عنہ كان رسول الله ﷺ اعلم بهذا حيث امر بقتله اذهبوا فاقتلوه اذهبوا** ظاہر ہے کہ ان دونوں کے قتل کا حکم حضور اقدس ﷺ نے اپنے علوم غیب ہی کی بنا پر فرمایا تھا ورنہ ظاہر شریعت میں وہ مستحق قتل نہ تھے امام جلیل جلال الملۃ و الدین سیوطی سلمہ اللہ تعالیٰ خصائص کبری شریف میں فرماتے ہیں **باب و من خصائصه ﷺ من جمع بين القبلتين و الهجرتين و انه جمعت له الشريعة و الحقيقة و لم يكن للانبياء الا احدهما بدليل قصة موسى مع الخضر عليهما الصلاة و السلام و قوله انی على علم من علم الله لا ينبغی لك ان تعلمه و انت على علم من علم الله تعالى لا ينبغی لی ان اعلمه و قد كنت قلت هذا الكلام اولا استنباطا من هذا الحديث من غير ان اقف عليه فی كلام احد من العلما ثم رايت البدر بن الصاحب اشار اليه فی تذكرته و وجدت من شواهده حديث السارق الذی امر بقتله و المصلی الذی امر بقتله و قد تقدم فی باب الاخبار بالمغيبات زيادة ايضاح لهذا الباب فقد اشكل فهمه على قوم و لو تاملوا لا تضح لهم المراد بالشريعة الحكم بالظاهر و بالحقيقة الحكم بالباطن و قد نص العلماء على ان غالب الانبياء عليهم السلام انما بعثوا ليحكموا بالظاهر دون ما اطلعوا عليه من بواطن الامور و حقائقها و لكون الانبياء لم يبعثوا بذلك انكر موسى قتله الغلام فقال له لقد جئت شيئا نكرا لان ذلك خلاف الشرع فاجابه بانه امر بذاك و بعث به فقال و ما فعلته عن امری ذلك تاويل**

فهذا معنى انك على علم الى اخره قال الشيخ سراج الدين البلقينی فی شرح البخاری المراد بالعلم التنفيذ و المعنى لا ينبغی لك ان تعلمه لتعمل به لان العمل به مناف لمقتضى الشرع و لا ينبغی ان اعلمه فاعمل بمقتضاه لانه مناف لمقتضى الحقيقة قال فعلى هذا لا يجوز للولی التابع للنبی ﷺ اذا اطلع على حقيقة ان ينفذ ذلك بمقتضى الحقيقة و انما عليه ان ينفذ الحكم الظاهر انتهى و قال الحافظ ابن حجر فی الاصابة قال ابو حيان فی تفسيره الجمهور على ان الخضر نبی و كان علمه معرفة بواطن او حيت اليه و علم موسى الحكم بالظاهر فاشار الى ان المراد فی الحديث بالعلمين الحكم بالباطن و الحكم بالظاهر لا امر اخر و قد قال الشيخ تقی الدين السبكی ان الذی بعث به الخضر شريعة له فالكل شريعة و اما نبينا ﷺ فانه امر اولا ان يحكم بالظاهر دون ما اطلع عليه من الباطن و الحقيقة كغالب الانبياء و لهذا قال نحن نحكم بالظاهر و فی لفظ انما اقضی بالظاهر و الله يتولی السرائر و قال انما اقضی بنحو ما اسمع فمن قضيت له بحق اخر فانما هی قطعة من النار و قال للعباس اما ظاهرك فكان علينا و اما سريرتك فالی الله و كان يقبل عذر المتخلفين عن غزوة تبوك و يكل سرائرهم الى الله و قال فی تلك المراة لو كنت راجما احدا من غير بينة لرجمتها و قال ايضا لو لا القران لكان لی و لها شان فهذا كله صريح فی انه انما يحكم بظاهر الشرع بالبينة اذا الاعتراف دون ما اطلعه الله عليه من بواطن الامور و حقائقها ثم ان الله زاده شرفا و اذن له ان يحكم بالباطن و ما اطلع عليه من حقائق الامور فجمع له بين ما كان الانبياء و ما كان للخضر خصوصية خصه بها و لم يجمع الامر ان لغيره و قد قال القرطبی فی تفسيره اجمع العلماء عن بكرة ابيهم انه ليس لاحد ان يقتل بعلمه الا النبی ﷺ و شاهد ذلك حديث المصلی و السارق الذين امر بقتلهما فانه اطلع على باطن امرهما و علم منهما ما يوجب القتل و لو تفطن الذين لم يفهموا الى استشهادی بهذين الحديثين فی اخر الباب لعرفوا ان المراد الحكم بالظاهر و الباطن فقط لا شئی اخر لا بقوله مسلم و لا كافر و لا مجانين المارستان و قد ذكر بعض السلف ان الخضر الى الان ينفذ الحقيقة و ان الذين يموتون فجاءة هو يقتلهم فان صح ذلك فهو فی هذه الامة بطريق النيابة عن النبی ﷺ فانه صار من اتباعه كما ان عيسى عليه السلام لما ينزل يحكم بشريعة النبی ﷺ نيابة عنه و يصير من

اتباعہ و امتہ اھ اس کلام نفیس سے ثابت کہ عامہ انبیاء علیہم الصلاۃ و السلام کو صرف ظاہر شرع پر عمل کا اذن ہوتا ہے اور سیدنا خضر علیہ الصلاۃ و السلام کو اپنے علم مغیبات پر عمل کا حکم ہے و لہٰذا انہوں نے ناسمجھ بچہ کو بے کسی جرم ظاہر کے قتل کر دیا اور یہ کہ اب جو ناگہانی موت سے مر جاتے ہیں انہیں بھی وہی قتل فرماتے ہیں اور ہمارے حضور اقدس ﷺ کو ظاہر شرع اور اپنے علوم غیب دونوں پر عمل و حکم کا رب عزوجل نے اختیار دیا ہے اور امام قرطبی نے اجماع علماء نقل فرمایا کہ نبی ﷺ کو اختیار ہے کہ محض اپنے علم کی بناء پر قتل کا حکم فرما دیں گرچہ گواہ شاہد کچھ نہ ہو اور حضور کے سوا دوسرے کو یہ اختیار نہیں تو اگر اس نماز والے یا اس چور یا اس شخص کو جس پر عورت نے دھوکے سے تہمت رکھی تھی قتل کا حکم فرمائیں تو یقیناً وہ حضور کے علوم غیب ہی پر مبنی ہے نہ کہ ان کا نافی۔ کیوں وہابیو ......! اب تو اپنی اوندھی مت پر مطلع ہوئے۔ **فانی تنوفکون**

مسلمانو! ...... وہابیہ کے مطلب پر بھی غور کیا' حکم کے دو ہی بنے ہوتے۔ یا ظاہر شرع یا باطنی علوم غیب۔ ظاہر ہے کہ یہاں ظاہر کی رو سے تو اصلا حکم رجم کی گنجائش نہ تھی' نہ ملزم کا اقرار' نہ اصلا کوئی گواہ' صرف مدعی کا غلط دعوی سن کر مسلمان کے قتل کا حکم فرما دیں نبی کی شان تو ارفع و اعلی ہے' آج کل کا کوئی عالم' نہ عالم کوئی جاہل حاکم ہی ایسا حکم کر بیٹھے تو ہر عاقل اسے یا سخت جاہل یا پکا ظالم کہے تو حدیث صحیح مان کر راہ نہ تھی مگر اسی طرف کہ حضور نے بر بنائے تہمت ہرگز یہ حکم نہ دیا بلکہ اپنے علوم غیب سے جانا کہ یہ شخص قابل رجم ہے اس بناء پر حکم رجم فرمایا اسے وہابیہ مانتے نہیں بلکہ بزعم خود اسی کے ابطال کو یہ حدیث لائے ہیں تو اب سمجھ لیجئے کہ ان کا مطلب کیا ہوا اور انہوں نے تمہارے پیارے نبی ﷺ پر کیسا بھاری الزام قائم کیا کیوں نہ ہو عداوت کا یہی مقتضی ہے **قد بدت البغضاء من افواھھم و ما تخفی صدورھم اکبر قد بینا الایات لقوم یعقلون ...... والذین یوذون رسول اللہ لھم عذاب الیم ...... رب انی اعوذبک من ھمزت الشیطن و اعوذبک رب ان یحضرون ...... و صلی اللہ تعالی علی سیدنا و مولانا محمد و الہ و صحبہ اجمعین و اخر دعونا ان الحمد للہ رب العلمین و اللہ سبحنہ و تعالی اعلم و علمہ جل مجدہ اتم و احکم**

منقبت

احمد رضا کا تازہ گلستاں ہے آج بھی
خورشید علم ان کا درخشاں ہے آج بھی

عرصہ ہوا وہ مرد مجاہد چلا گیا!
سینوں میں ایک سوزش پنہاں ہے آج بھی

ایمان پارہا ہے حلاوت کی نعمتیں
اور کفر تیرے نام سے لرزاں ہے آج بھی

سب ان سے جلنے والوں کے گل ہو گئے چراغ
احمد رضا کی شمع فروزاں ہے آج بھی

کس طرح اتنے علم کے دریا بہا دیے
علماء حق کی عقل تو حیراں ہے آج بھی

مفہوم اہل علم نے دوں ایماں تیرے لئے
جیب علم خود ہی سر بگریباں ہے آج بھی

عالم کی موت کہتے ہیں عالم کی موت ہے
عالم بھی تو سارا پریشاں ہے آج بھی

عشق حبیب پاک میں ڈوبا ہوا کلام
سرمایہ نشاط سخن داں ہے آج بھی

تم کیا گئے کہ رونق محفل چلی گئی
شعر و ادب کی زلف پریشاں ہے آج بھی

بعد وصال عشق نبی کم نہیں ہوا
روح رضا حضور پہ قرباں ہے آج بھی

بھر دی دلوں میں الفت و عظمت رسول کی
جو مخزن حلاوت ایماں ہے آج بھی

وہ علم کا خزینہ کتابوں میں ہے تیری
ناموس مصطفیٰ کا وہ نگراں ہے آج بھی

خدمت قرآن پاک کی وہ لاجواب کی
راضی رضا سے صاحب قرآں ہے آج بھی

للہ اپنے فیض سے اب کام لیجئے
فتنوں کے سر اٹھانے کا امکاں ہے آج بھی

وابستگان کیوں ہوں پریشان ان پہ جب
لطف و کرم کا آپ کے داماں ہے آج بھی

تم جان تھے چمن کی چمن وہ چمن کہاں
بلبل چمن میں یوں تو غزل خواں ہے آج بھی

مرزا سر نیاز جھکاتا ہے اس لئے
علم و عمل پہ آپ کا احساں ہے آج بھی

از : الحاج مرزا شکور بیگ صاحب
حیدر آباد (دکن)